الشیخ عثمان الخمیس کی توجیہات کا بطلان

رسولؐ کی وصیت کا مخالف اور رسول اللہؐ کے کلام پر شک کرنے والا کون؟

مؤلف: افلاطون

مرتب: سیف نجفي

سگ دروازہ_العتبۃ العلویہ نجف الاشرف

عراق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
َصْلِ اللَّهُمّ عَلَى نَبِيِّنَا الْعَرَبِيّ الْأُمِّيّ الْقرَشِيّ الْمُصَطفى مُحَمَّد بْن عَبْد اللّه وَعَلَى آله الطَّيِّبِين الطَّاهِرِين المُطَهرين
اما بعد

قارئین کرام آپ سب احسن طریقے سے جانتے ہیں ناصبیت کا پیشہ ہے اہل بیت الاطہار کے مناقب و فضائل میں ہمیشہ جرح کرنا اس کو ضعیف کہنا اس موضوع کہنا اس کو مذہب کے خلاف بول دیناہے ان کا شیوہ ہے دوسری طرف دشمن اہل بیت کے ہر فرد کو عزت دینا ان کے مناقب لکھنا ضعیف حدیث کو صحیح کہنا اور غلط بات کو تاویل کرکے بچانا ان کی عادت ہے جیسے ہم آج کچھ اعتراض جو سعودی کے ایک ملان الشیخ عثمان الخمیس نے واقعا قرطاس پر کئے ان کا ان شاءاللہ قانع کندہ جواب لکھتے ہیں تاکہ اس کی پوری نسل اس یاد کرے

اہلسنت کی معتبر ترین ، اور قرآن کے بعد ، تمام کتب سے زیادہ صحیح کتاب ، صحیح بخاری میں ، رسول اللہ کی وصیت لکھنےکی خواہش والی احادیث (7) مرتبہ ذکر ہوئی ہیں اور ان احادیث میں اگر غور کیا جائے تو یہ بھرپور کوشش کی گئی ہے کہ ، رسول اللہ (ص) کی وصیت کے انکاری ، رسول (ص) کے کلام پر شک کرنے والے اور رسول (ص) پر ہذیان کی تہمت لگانے والے انسان کی شناخت کو گم یا مخلوط کر دیا جائے اور صحیح بخاری کی ، ڈھکی چھپی احادیث سے یہ مقصد بہ آسانی حاصل ہو جاتا ہے -

جیساکہ عثمان الخمیس نے تدلیس کرتے ہوئے کہا کہ

منقول من کتاب:
آئینہ ایام تاریخ لفضیلہ الشیخ عثمان الخمیس حفظہ اللہ
طالب الدعا
ابو عبدالرحمٰن السّلفی

شیعہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کا وقت قریب آیا، تو اس وقت آپؐ کے گھر میں حضرت عمرؓ سمیت کچھ لوگ موجود تھے، آپ نے فرمایا: کوئی چیز لاؤ میں تمہیں ایک تحریر لکھ دوں کہ اس کے بعد تم گمراہ نہ ہو گے، تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر تکلیف غالب ہے اور ہمارے پاس قرآن موجود ہے، ہمیں کتاب اللہ کافی ہے اور گھر والے جھگڑنے لگے اور اختلاف کرنے لگے کچھ لوگ کہنے لگے کہ کوئی چیز قریب لاؤ، تا کہ اللہ کے رسول ہمیں تحریر لکھ دیں، تا کہ اس کے بعد ہم گمراہ نہ ہوں، اور کچھ لوگ حضرت عمر کی موافقت کرنے لگے، جب اللہ کے رسول کے پاس اختلاف اور ادھر ادھر کی باتیں زیادہ ہونے لگیں تو آپ نے فرمایا:

"قُوْمُوْا" (کہ اٹھ جاؤ)

اس حدیث کو بخاری و مسلم نے اپنی صحیحین میں روایت کیا ہے۔ ①

اس حدیث کی وجہ سے اصحابؓ رسول پر ان کے چند اعتراضات ہیں۔

ایک تو وہ جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کے رسول، (نعوذ باللہ) اول فول باتیں کر رہے ہیں۔ ②

یہ حضرت عمر پر افتراء اور جھوٹا بہتان ہے انہوں نے ہرگز یوں نہ فرمایا کہ آپ اول فول باتیں کر رہے ہیں بلکہ صحیحین وغیرہ کتب حدیث کی صحیح روایت میں ہے کہ انہوں نے فرمایا:

«اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ غَلَبَهُ الْوَجَعُ»

"کہ اللہ کے رسول پر تکلیف غالب ہے۔"

---

① صحیح بخاری کتاب العلم رقم، باب کتابة العلم: ۱۱٤، صحیح مسلم کتاب الوصیة، رقم: ۲۲

② فاسئلوا اهل الذکر ص ۱٤٤، ص: ۱۷۹، (تیجانی شیعی نے یہ جھوٹ امام بخاری پر تھوپا ہے۔)

الشیخ عثمان الخمیس کو جواب

عثمان الخمیس نے کمال ہوشیاری سے بخاری میں سے، رسول (ص) کی وصیت کے تذکرے والی ایسی حدیث پیش کی ہے جس میں حضرت عمر کی طرف نرم الفاظ منسوب کئے گئے ہیں ۔ ورنہ صحیح بخاری میں رسول (ص) کیلئے یہ الفاظ کہے گئے ہیں کہ : رسول اللّٰہ (ص) فضول باتیں کر رہے ہیں۔

ہم صحیح بخاری کی احادیث کواخفاء سے اظہارکی ترتیب سے بیان کرتے ہیں یعنی پہلے وہ احادیث ذکر کرتے ہیں جن میں واقعے کو گول مول کرنے کی کوشش کی گئی ہے ، اس کے بعد بتدریج اس واقعے کی وضاحت والی احادیث ذکر کریں گے تاکہ حق ظاہر ہو سکے کہ شیعہ جھوٹ کہتے ہیں یا نواصب ، حق چھپاتے ہیں

صحیح بخاری کی پہلی حدیث : جس کے مطابق ،"کچھ لوگوں نے پوچھا" کہ : کیا رسول (ص) بے معنی (فضول) باتیں کہہ رہے ہیں؟۔

حدثنا : قتيبة ، حدثنا : سفيان ، عن سليمان الأحول ، عن سعيد بن جبير قال : قال إبن عباس يوم الخميس وما يوم الخميس إشتد برسول اللّٰه (ص) وجعه فقال : إئتوني أكتب لكم كتاباً لن تضلوا بعده أبدا فتنازعوا ولا ينبغي عند نبي تنازع *فقالوا : ما شأنه أهجر* إستفهموه فذهبوا يردون عليه ، فقال : دعوني فالذي أنا فيه خير مما تدعوني إليه وأوصاهم بثلاث قال : أخرجوا المشركين من

جزيرة العرب وأجيزوا الوفد بنحو ما كنت أجيزهم وسكت عن الثالثة أو قال : فنسيتها۔

یعنی : ابن عباس (رض) کہتے کہ : جمعرات کا دن ! کیا جمعرات کا دن تھا جب رسول اللّٰہ کی تکلیف میں شدت ہوئی تو آپ نے فرمایا: لائو میں تمہارے ایک ایسی تحریر لکھ دوں کہ تم اس تحریرکے بعد کبھی بھی ، ہرگز گمراہ نہ ہوگے ۔ تو لوگ آپس میں جھگڑنے لگے، اور جبکہ نبی (ص) کے پاس جگھڑنا نہیں چاہئے تو کچھ *لوگوں نے کہاکہ : کیا نبی (ص) بے معنی (فضول) باتیں کہہ رہے ہیں*، ان کو سمجھنے کی کوشش کرو تو لوگ جاکر آپ (ص) سے پوچھنے لگے تو آپ نے فرمایا : مجھے چھوڑ دو ، میں جس حالت میں ہوں ، وہ تمہاری کہی ہوئی حالت سے بہتر ہے ۔ اس کے بعد آپ نے صحابہ کو تین باتوں کی وصیت کی ، آپ (ص) نے فرمایا : مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکال دو ، اور وفود کی اسی طرح خاطر مدارات کرنا جیسے میں کرتا تھا ، تیسری بات پر راوی خاموش ہوگیا یا اس نے کہا میں بھول گیا۔

صحيح البخاري - كتاب المغازي - باب مرض النبي (ص) ووفاته

صحیح بخاری کی دوسری حدیث : جس کے مطابق ،"*کچھ لوگوں نے پوچھا*" کہ : کیا رسول (ص) بے معنی (فضول) باتیں کہہ رہے ہیں؟

حدثنا : محمد ، حدثنا : إبن عيينة ، عن سليمان بن أبي مسلم الأحول سمع سعيد بن جبير سمع إبن عباس (ر) يقول : يوم الخميس وما يوم الخميس ثم بكى حتى بل دمعه الحصى قلت : يا أبا عباس ما يوم الخميس قال : إشتد برسول الله (ص) وجعه فقال : إئتوني بكتف أكتب لكم كتاباً لا تضلوا بعده أبدا فتنازعوا ولا ينبغي عند نبي تنازع *فقالوا : ما له أهجر إستفهموه* فقال : ذروني فالذي أنا فيه خير مما تدعونني إليه فأمرهم بثلاث قال : أخرجوا المشركين من جزيرة العرب ، وأجيزوا الوفد بنحو ما كنت أجيزهم والثالثة خير أما إن سكت عنها وأما إن قالها فنسيتها قال سفيان : هذا من قول سليمان

یعنی : ابن عباس (رض) کہتے کہ : جمعرات کا دن ! کیا جمعرات کا دن تھا پھر اس قدر روئے کہ کنکر ان کے آنسوئوں سے تر ہوگئے سعید نے پوچھا : ابن عباس (رض) جمعرات کے دن کیا ہوا ؟ تو ابن عباس نے کہا : جب رسول اللہ کی تکلیف میں شدت ہوئی تو آپ نے فرمایا: لائو میں تمہارے ایک ایسی تحریر لکھ دوں کہ تم اس تحریرکے بعد کبھی بھی ، ہرگز گمراہ نہ ہوگے ۔ تو لوگ آپس میں جھگڑنے لگے، اور جبکہ نبی (ص) کے پاس جگھڑنا نہیں چاہئے تو *کچھ لوگوں نے کہاکہ : کیا نبی (ص) بے معنی (فضول) باتیں کہہ رہے ہیں ،* ان کو سمجھنے کی کوشش کرو تو آپ نے فرمایا : مجھے چھوڑ دو ، میں جس حالت میں ہوں ، وہ اس حالت سے بہتر ہے، جس کی طرف تم بلا رہے ہو ۔ اس کے بعد آپ نے صحابہ کو تین حکم دیئے ، آپ (ص) نے فرمایا : مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکال دو ، اور وفود کی اسی طرح خاطر مدارات کرنا جیسے

میں کرتا تھا ، اورتیسری بات کچھ بھلی سی تھی پر یا تو سعید نے بیان نہیں کی یا سعید نے بیان کی مگر راوی (سلیمان) نے کہا میں بھول گیا۔۔

صحيح البخاري - كتاب الجزية - باب إخراج اليهود من جزيرة العرب

صحیح بخاری کی تیسری حدیث : جس کے مطابق ، *" کچھ لوگوں نے کہہ دیا "* کہ : رسول (ص) بے معنی (فضول) باتیں کہہ رہے ہیں!۔

حدثنا : قبيصة ، حدثنا : إبن عيينة ، عن سليمان الأحول ، عن سعيد بن جبير ، عن إبن عباس (ر) أنه قال : يوم الخميس وما يوم الخميس ثم بكى حتى خضب دمعه الحصباء فقال : إشتد برسول الله (ص) وجعه يوم الخميس فقال : إئتوني بكتاب أكتب لكم كتاباً لن تضلوا بعده أبدا فتنازعوا ولا ينبغي عند نبي تنازع *فقالوا هجر رسول الله (ص)* قال : دعوني فالذي أنا فيه خير مما تدعوني إليه وأوصى عند موته بثلاث أخرجوا المشركين من جزيرة العرب ، وأجيزوا الوفد بنحو ما كنت أجيزهم ونسيت الثالثة ، وقال يعقوب بن محمد سألت المغيرة بن عبد الرحمن ، عن جزيرة العرب فقال : مكة والمدينة واليمامة واليمن وقال يعقوب والعرج أول تهامة.

یعنی : ابن عباس (رض) کہتے کہ : جمعرات کا دن ! کیا جمعرات کا دن تھا پھر اس قدر روئے کہ کنکر ان کے آنسوئوں سے تر ہوگئے سعید نے پوچھا : ابن عباس (رض) جمعرات کے دن کیا ہوا ؟ تو ابن

عباس نے کہا : جب رسول اللہ کی تکلیف میں شدت ہوئی تو آپ نے فرمایا: لائو میں تمہارے ایک ایسی تحریر لکھ دوں کہ تم اس تحریرکے بعد کبھی بھی ، ہرگز گمراہ نہ ہوگے ۔ تو لوگ آپس میں جھگڑنے لگے، اور جبکہ نبی (ص) کے پاس جگھڑنا نہیں چاہئے تو کچھ لوگوں نے کہاکہ : نبی (ص) بے معنی (فضول) باتیں کہہ رہے ہیں، تو آپ نے فرمایا : مجھے چھوڑ دو ، میں جس حالت میں ہوں ، وہ اس حالت سے بہتر ہے، جس کی طرف تم بلا رہے ہو ۔ اس کے بعد آپ نے صحابہ کو تین حکم دیئے ، آپ (ص) نے فرمایا : مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکال دو ، اور وفود کی اسی طرح خاطر مدارات کرنا جیسے میں کرتا تھا ، اورتیسری بات راوی نے کہا میں بھول گیا.......

صحيح البخاري - كتاب الجهاد والسير - باب هل يستشفع إلى أهل الذمة ومعاملتهم

صحیح بخاری کی چوتھی حدیث : جس کے مطابق ،"کچھ لوگوں" نے کہا کہ : رسول (ص) پر تکلیف کا غلبہ ہے اور تمہارے درمیان قرآن موجود ہے اور ہمارے لئے قرآن کافی ہے ۔

حدثنا : علي بن عبدالله ، حدثنا : عبدالرزاق ، أخبرنا : معمر ، عن الزهري ، عن عبيد الله بن عبدالله بن عتبة ، عن إبن عباس (ر) قال : : لما حضر رسول الله (ص) وفي البيت رجال فقال النبي (ص) : هلموا أكتب لكم كتاباً لا تضلوا بعده ، فقال بعضهم أن رسول

اللہ (ص) قد غلبه الوجع وعندكم القرآن حسبنا كتاب اللہ ، فإختلف أهل البيت وإختصموا فمنهم من يقول : قربوا يكتب لكم كتاباً لا تضلوا بعده ومنهم من يقول غير ذلك فلما أكثروا اللغو والإختلاف قال رسول اللہ (ص) : قوموا قال عبيد اللہ : فكان يقول إبن عباس إن الرزية كل الرزية ما حال بين رسول اللہ (ص) وبين أن يكتب لهم ذلك الكتاب لإختلافهم ولغطهم۔

یعنی : جب رسول اللہ (ص) کی وفات کا وقت قریب ہوا تو گھر میں بہت سے صحابہ (رض) موجود تھے تو نبی (ص) نے فرمایا : لائو میں تمہارے لئے ایسی تحریر لکھ دوں کہ میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہوگے ۔ *تو ان میں سے کچھ نے کہا: رسول اللہ (ص) پر تکلیف کی شدت ہے اور تمہارے پاس قرآن موجود ہے اور ہمارے لئے قرآن کافی ہے ۔* اس پر گھر میں موجود افراد میں جھگڑا ہونے لگا، کچھ نے کہا : رسول (ص) کو کچھ دے دو کہ رسول (ص) اپنی تحریر لکھ دیں تا کہ اس کے بعد تم لوگ گمراہ نہ ہو جائو۔ اور کچھ لوگوں نے کچھ اور کہا ، جب شور وغل بڑھ گیا تو رسول اللہ (ص) نے فرمایا : یہاں سے نکل جائو ..... ابن عباس (رض) کہتے تھے کہ : بہت بڑی مصیبت تھی کہ جو لوگوں کے اختلاف و جھگڑے کی وجہ سے رسول اللہ (ص) اور ان کی تحریر کے بیچ میں رکاوٹ ہوئی ۔

صحیح بخاری ، کتاب المغازی ، باب مرض النبی (ص) و وفاتہ

صحیح بخاری کی پانچویں حدیث : جس کے مطابق ، حضرت عمر

نے کہا کہ : رسول (ص) پر تکلیف کا غلبہ ہے اور تمہارے درمیان قرآن موجود ہے اور ہمارے لئے قرآن کافی ہے ۔

حدثنا : إبراهيم بن موسى ، أخبرنا : هشام ، عن معمر ، عن الزهري ، عن عبيد الله بن عبد الله ، عن إبن عباس ، قال : لما حضر النبي (ص) قال : وفي البيت رجال فيهم عمر بن الخطاب قال : هلم أكتب لكم كتاباً لن تضلوا بعده ، *قال عمر : أن النبي (ص) غلبه الوجع وعندكم القرآن فحسبنا كتاب الله* وإختلف أهل البيت وإختصموا فمنهم من يقول : قربوا يكتب لكم رسول الله (ص) كتاباً لن تضلوا بعده ومنهم من يقول : ما قال عمر فلما أكثروا اللغط والإختلاف عند النبي (ص) قال : قوموا عني قال عبيد الله فكان إبن عباس يقول : إن الرزية كل الرزية ما حال بين رسول الله (ص) وبين أن يكتب لهم ذلك الكتاب من إختلافهم ولغطهم.

یعنی : جب رسول اللہ (ص) کی وفات کا وقت قریب ہوا تو گھر میں بہت سے صحابہ (رض) موجود تھے ان میں حضرت عمر بن خطاب بھی تھے تو نبی (ص) نے فرمایا : لائو میں تمہارے لئے ایسی تحریر لکھ دوں کہ میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہوگے ۔*تو حضرت عمر نے کہا: رسول اللہ (ص) پر تکلیف کی شدت ہے اور تمہارے پاس قرآن موجود ہے اور ہمارے لئے قرآن کافی ہے ۔* اس پر گھر میں موجود افراد میں جھگڑا ہونے لگا، کچھ نے کہا : رسول (ص) کو کچھ دے دو کہ رسول (ص) اپنی تحریر لکھ دیں تا کہ اس کے بعد تم لوگ گمراہ نہ ہو جائو۔ اور کچھ لوگوں نے وہی کچھ کہا جو حضرت عمر نے کہا ، جب شور وغل بڑھ گیا تو رسول اللہ (ص) نے فرمایا : یہاں سے نکل جائو ---- ابن عباس (رض) کہتے

تھے کہ : بہت بڑی مصیبت تھی کہ جو لوگوں کے اختلاف و جھگڑے کی وجہ سے رسول اللہ (ص) اور ان کی تحریر کے بیچ میں رکاوٹ ہوئی ۔

صحيح البخاري - كتاب الإعتصام بالكتاب والسنة - باب كراهية الخلاف

صحیح بخاری کی چھٹی حدیث : جس کے مطابق ، حضرت عمر نے کہا کہ : رسول (ص) پر تکلیف کا غلبہ ہے اور تمہارے درمیان قرآن موجود ہے اور ہمارے لئے قرآن کافی ہے ۔

حدثنا : إبراهيم بن موسى ، حدثنا : هشام ، عن معمر وحدثني : عبد الله بن محمد ، حدثنا : عبد الرزاق ، أخبرنا : معمر ، عن الزهري ، عن عبيد الله بن عبد الله ، عن إبن عباس (ر) قال : لما حضر رسول الله (ص) وفي البيت رجال فيهم عمر بن الخطاب قال النبي (ص) هلم أكتب لكم كتاباً لا تضلوا بعده ، *فقال عمر : أن النبي (ص) قد غلب عليه الوجع وعندكم القرآن حسبنا كتاب الله* ، فإختلف أهل البيت فإختصموا منهم من يقول : قربوا يكتب لكم النبي (ص) كتاباً لن تضلوا بعده ومنهم من يقول : ما قال عمر فلما أكثروا اللغو والإختلاف عند النبي (ص) قال رسول الله (ص) قوموا قال عبيد الله فكان إبن عباس يقول : إن الرزية كل الرزية ما حال بين رسول الله (ص) وبين أن يكتب لهم ذلك الكتاب من إختلافهم ولغطهم

یعنی : جب رسول اللہ (ص) کی وفات کا وقت قریب ہوا تو گھر میں بہت سے صحابہ (رض) موجود تھے ان میں حضرت عمر بن خطاب بھی تھے تو نبی (ص) نے فرمایا : لائو میں تمہارے لئے ایسی تحریر لکھ دوں کہ میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہوگے ۔ تو حضرت عمر نے کہا: رسول اللہ (ص) پر تکلیف کی شدت ہے اور تمہارے پاس قرآن موجود ہے اور ہمارے لئے قرآن کافی ہے ۔ اس پر گھر میں موجود افراد میں جھگڑا ہونے لگا، کچھ نے کہا : رسول (ص) کو کچھ دے دو کہ رسول (ص) اپنی تحریر لکھ دیں تا کہ اس کے بعد تم لوگ گمراہ نہ ہو جائو۔ اور کچھ لوگوں نے وہی کچھ کہا جو حضرت عمر نے کہا ، جب شور وغل بڑھ گیا تو رسول اللہ (ص) نے فرمایا : یہاں سے نکل جائو .... ابن عباس (رض) کہتے تھے کہ : بہت بڑی مصیبت تھی کہ جو لوگوں کے اختلاف و جھگڑے کی وجہ سے رسول اللہ (ص) اور ان کی تحریر کے بیچ میں رکاوٹ ہوئی ۔

صحيح البخاري - كتاب المرضى - باب قول المريض قوموا عني

صحیح بخاری کی ساتویں حدیث : جس کے مطابق ، حضرت عمر نے کہا کہ : رسول (ص) پر تکلیف کا غلبہ ہے اور تمہارے درمیان قرآن موجود ہے اور ہمارے لئے قرآن کافی ہے ۔

حدثنا : يحيى بن سليمان قال : ، حدثني : إبن وهب قال : أخبرني : يونس ، عن إبن شهاب ، عن عبيد الله بن عبد الله ، عن إبن عباس ، قال : لما إشتد بالنبي (ص) وجعه قال : إئتوني بكتاب أكتب لكم

كتاباً لا تضلوا بعده *قال عمر : أن النبي (ص) غلبه الوجع وعندنا كتاب الله حسبنا* فإختلفوا وكثر اللغط قال : قوموا عني ولا ينبغي عندي التنازع فخرج إبن عباس يقول : إن الرزية كل الرزية ما حال بين رسول الله (ص) وبين كتابه.

یعنی : جب رسول اللہ (ص) کی وفات کا وقت قریب ہوا تو نبی (ص) نے فرمایا : لائو میں تمہارے لئے ایسی تحریر لکھ دوں کہ میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہوگے ۔ *تو حضرت عمر نے کہا: رسول اللہ (ص) پر تکلیف کی شدت ہے اور تمہارے پاس قرآن موجود ہے اور ہمارے لئے قرآن کافی ہے ۔* اس پر گھر میں موجود افراد میں جھگڑا ہونے لگا، اور شور وغل بڑھ گیا تو رسول اللہ (ص) نے فرمایا : یہاں سے نکل جائو، میرے پاس جھگڑنا نہیں چاہئے ----- ابن عباس (رض) یہ کہتے ہوئے نکلے کہ : بہت بڑی مصیبت تھی کہ جو رسول اللہ (ص) اور ان کی تحریر کے بیچ میں رکاوٹ ہوئی ۔

صحيح البخاري - كتاب العلم - باب كتابة العلم

ان سات احادیث میں قابل غور نکات

پہلی دو احادیث میں **" کچھ لوگ"** پوچھ رہے ہیں کہ **" کیا رسول اللہ (ص) بے معنی باتیں کر رہے ہیں ؟"** (معاذ اللہ)۔
تیسری حدیث میں قدرے وضاحت ہے کہ **" کچھ لوگ"** اپنی حتمی

رائے دیتے ہیں کہ **" رسول اللہ (ص) بے معنی باتیں ہی کر رہے ہیں"** (معاذاللہ)۔
چوتھی حدیث میں اور وضاحت ہے کہ **" کچھ لوگ"** کہہ رہے ہیں کہ: **" رسول اللہ (ص) پر تکلیف کا غلبہ ہے اور تمہارے درمیان اللہ کی کتاب موجود ہے جو ہمارے لئے کافی ہے "۔**
باقی تین احادیث میں مزید وضاحت ہے کہ **" کچھ لوگوں"** کی جگہ ایک کردار لے لیتا ہے ، **حضرت عمر** اور وہ ان تینوں احادیث میں ، چوتھی حدیث والی بات کر رہا ہے کہ **" رسول اللہ (ص) پر تکلیف کا غلبہ ہے اور تمہارے درمیان اللہ کی کتاب موجود ہے جو ہمارے لئے کافی ہے "۔**

اب ہم عثمان الخمیس سے پوچھتے ہیں کہ : شیعوں کا جھوٹ ، صحیح بخاری کی (پہلی) چار روایات میں کیسے آگیا ؟

کچھ لوگوں کی کہی ہوئی ایک بات کہ رسول (ص) پر تکلیف کا غلبہ ہے --- اور قرآن کافی ہے ، تو اس بات کا کہنے والا بالآخر **حضرت عمر** کے طور پہ شناخت ہوا۔
اب **خمیس صاحب سے** سوال یہ ہے کہ **" کچھ لوگوں "** کی دوسری بات کہ **" رسول اللہ (ص) بے معنی باتیں کر رہا ہے"**(معاذاللہ).. یہ کس نے کہا ؟؟۔

یہ آدمی حضرت عمر ہی تھا اس کی دلیل یہ ہے کہ : چار احادیث میں حضرت عمر کی پردہ داری کیلئے **" کچھ لوگوں "** کے الفاظ استعمال ہوئے اس حدیث می تو بدرجہ اولیٰ پردہ داری کی گئی

ہوگی .... کیونکہ اس وصیت کے موقعے پر ، رسول (ص) کو وصیت سے روکنے والی بات ،حضرت عمر کے علاوہ کسی اور نے کی ہو ، **اس کی تصریح کسی بھی روایت سے نہیں ہوتی ۔**

مزید شواہد پیش کرتے ہیں۔

الف : رسول اللہ (ص) کی باتوں کو ہذیان کہنے والے "کچھ لوگ " نہیں بلکہ ان میں سے کوئی ایک تھا ۔

جیساکہ ابن سعد نے طبقات میں روایت نقل کی کہ

أخبرنا : يحيى بن حماد أخبرنا : أبو عوانة ، عن سليمان يعني الأعمش ، عن عبداللہ بن عبداللہ عن سعيد بن جبير ، عن بن عباس قال : إشتكى النبي (ص) يوم الخميس فجعل يعني بن عباس يبكي ويقول : يوم الخميس وما يوم الخميس إشتد بالنبي (ص) وجعه فقال : إئتوني بدواة وصحيفة أكتب لكم كتاباً لا تضلوا بعده أبدا ، قال : *فقال بعض من كان عنده إن نبي اللہ ليهجر* قال : فقيل له ألا نأتيك بما طلبت قال : أو بعد ماذا قال : فلم يدع به

یعنی : ابن عباس (رض) نے کہا کہ : ...... جمعرات کے دن جب رسول اللہ (ص) کی تکلیف کی شدت بڑھ گئی تو آپ نے فرمایا : مجھے کاغذ و قلم دو ، میں تمہارے لئے ایسا نوشتہ لکھوں کہ تم میرے بعد کبھی بھی گمراہ نہ ہوگے تو وہاں موجود لوگوں میں سے کسی نے کہا کہ : نبی (ص) فضول کہ رہے ہیں (معاذ اللہ) --------

طبقات ابن سعد ، ذكر كتاب الذى اراد رسول اللّٰه (ص) ان يكتبہ لامتہ فى مرضہ الذى مات فيہ ، ج :2، ص 213

ب: حضرت عمر کے بولنے سے ہی رسول اللّٰہ (ص) نے وصیت کو ترک کیا ۔

جیساکہ ابو یعلی نے اپنی مسند میں روایت نقل کی کہ

حدثنا : إبن نمير ، حدثنا : سعيد بن الربيع ، حدثنا : قرة بن خالد ، عن أبي الزبير ، عن جابر ، أن رسول الله (ص) دعا عند موته بصحيفة ليكتب فيها كتاباً لا يضلون بعده ولا يضلون ، *فتكلم عمر بن الخطاب فرفضها رسول الله (ص)* ،

یعنی : جابر بن عبداللّٰہ سے روایت ہے کہ : رسول اللّٰہ (ص) نے صحیفہ (کاغذ) طلب کیا ، تاکہ اس میں ایسا نوشتہ لکھیں کہ جس کے بعد نہ گمراہ ہوں اور نہ ہی گمراہ کئے جائیں ... اور گھر میں شور و غل ہو رہا تھاتو *عمر بن خطاب نے بولا ، تب رسول (ص) نے وصیت کو چھوڑ دیا ..*

مسند ابی یعلی ، مسند جابر ، حدیث :104(1871) جلد 3 ص 394

وضاحت : اس حدیث کے بارے میں حافظ ہیثمی کہتے ہیں کہ : *ورجال الجميع رجال الصحيح.* یعنی اس روایت کے رجال صحیح بخاری کے (متفقہ علیہ) ہیں۔

مجمع الزوائد - كتاب الوصايا - باب وصية رسول اللهؐ(ص) ، جلد 4 ص 214۔

ج : نبی (ص) کے حق میں بولنے والوں کو حضرت عمر نے ہی خاموش کروایا اور ڈانٹا۔

جیساکہ ابن سعد نے طبقات میں خود حضرت عمر کی روایت نقل کی کہ

أخبرنا : محمد بن عمر ، حدثني : هشام بن سعد ، عن زيد بن أسلم ، عن أبيه ، عن عمر بن الخطاب قال : كنا عند النبي (ص) وبيننا وبين النساء حجاب ، فقال رسول اللّه (ص) إغسلوني بسبع قرب وأتوني بصحيفة ودواة أكتب لكم كتاباً لن تضلوا بعده أبدا ، فقال : النسوة إئتوا رسول الله (ص) بحاجته ، قال عمر : فقلت أسكتهن فإنكن صواحبه إذا مرض عصرتن أعينكن وإذا صح أخذتن بعنقه ، فقال رسول اللّه (ص) هن خير منكم.

یعنی : حضرت عمر نے کہا : ہم نبی (ص) کے ہاں تھے ، اور ہمارے اور عورتوں کے بیچ میں پردہ تھا ، تب نبی (ص) نے فرمایا ----- مجھے کاغذ دوات لا کر دو ، میں تمہارے لئے ایسا نوشتہ لکھتا ہوں کہ اس کے بعد کبھی بھی گمراہ نہ ہوگے ... تو ایک عورت نے کہا کہ : جو نبی (ص) مانگتے ہیں ، انہیں دے دو ۔*تو حضرت عمر نے کہا : میں نے ان کو خاموش کرایا اور کہا ، تم نبی (ص) کی ایسی ساتھی ہو کہ جب آپ (ص) بیمار ہوتے ہیں تو تمہاری آنکھیں جھک*

جاتی ہیں اور جب آپ (ص) صحیح ہوتے ہیں تو تم انہیں گردن سے پکڑ لیتی ہو ۔ اس پر نبی (ص) نے فرمایا کہ : یہ عورتیں تم لوگوں سے بہتر ہیں ۔

طبقات ابن سعد ، ذکر کتاب الذی اراد رسول اللہ (ص) ان یکتبہ لامتہ فی مرضہ الذی مات فیہ ، ج :2، ص 214

وضاحت : اس روایت کی سند میں یہ اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ اس میں راوی اسلم ، حضرت عمر سے ارسال کرتا تھا لہذا یہ سند منقطع ہے ۔

تو عرض کردیں کہ

اول : راوی اسلم کو علامہ ابن حجر عسقلانی نے صحابہ میں لکھا ہے ۔

الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ : ترجمہ نمبر 130

اور صحابی کی مرسل روایت ، اہلسنت کے ہاں حجت ہے ۔

دوم : اگربالفرض اس کے صحابی ہونے میں اختلاف ہو تو بھی یہ کبار تابعین میں سے ہے جیساکہ علامہ مزی نے لکھا کہ

اسلم القرشی العدوی ، ابو خالد ،

العجلی نے کہا : مدینی ثقۃ من کبار التابعین

ابو زرعہ نے کہا : ثقۃ

تہذیب الکمال ترجمہ نمبر : 407

اور ایسا راوی جس کی صحبت میں اختلاف ہو یا وہ تابعی ہو تو بھی اس کی مرسل روایت ، اہلسنت کے ہاں حجت ہے

-

جیساکہ اہلسنت عالم ملا علي قاری لکھتے ہیں کہ :

قلت: مرسل التابعي حجة عند الجمهور، فكيف مرسل من اختلف في صحة صحبته.

یعنی میں (علی قاری) کہتا ہوں کہ مرسل تابعی تمام علماء اہلسنت کے نزدیک حجت ہے تو جس کے صحابی ہونے کے بارے مں اختلاف ہو وہ کیسے حجت نہیں؟۔

مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح ج 9 ص 434

د : حضرت عمر نے ہی ، رسول اللہ (ص) کی وصیت لکھنے کی مخالفت کی ۔

حدثنا : موسى بن داود ، حدثنا : إبن لهيعة ، عن أبي الزبير ، عن جابر : أن النبي (ص) دعا عند موته بصحيفة ليكتب فيها كتاباً لا يضلون بعده ، قال *فخالف عليها عمر بن الخطاب حتى رفضها.*

یعنی رسول اللہ (ص) نے اپنی موت کے وقت کاغذ مانگا تاکہ ایسا نوشتہ لکھیں کہ لوگ اس نوشتے کے بعد گمراہ نہ ہوں ، *تو حضرت عمر نے مخالفت کی ، یہاں تک کہ رسول (ص) نے وصیت کو چھوڑ*

دیا۔

مسند احمد۔ مسند جابر بن عبداللّٰه ۔ ح :15105 ج :6 ص 165

ھ : اہلسنت علماء کا اقرار کہ رسول اللّٰہ (ص) کے کلام میں شک کرکہ ھذیان کہنے والا حضرت عمر تھا۔

جیساکہ ابن تیمیہ نے لکھا کہ
وأما عمر فإشتبه عليه هل كان قول النبي (ص) من شدة المرض أو كان من أقواله المعروفة ، والمرض جائز على الأنبياء *ولهذا قال :* *ماله أهجر فشك في ذلك ولم يجزم بأنه هجر والشك جائز على عمر* فإنه لا معصوم إلاّ النبي (ص)-----

یعنی حضرت عمر کو شبہ ہوا کہ نبی (ص) کا کہنا ، شدۃ مرض کی وجہ سے ہے یا ان کے اقوال معروفہ سے ہے ---- اور انبیاء (ع) پر حالت مرض کا لاگو ہونا جائز ہے اسی لئے حضرت عمر نے کہا کہ : "کیا رسول اللّٰہ (ص) فضول کہہ رہے ہیں "(العیاذ) تو *حضرت عمر کو اس بارے میں شک تھا ، یقین نہیں تھا کہ رسول اللّٰہ (ص) فضول کہہ رہے ہیں (معاذاللّٰہ) ---- اور حضرت عمر معصوم نہیں ہیں لہذا شک کرنا ان کیلئے جائز ہے -------*

کتاب منهاج السنة منهاج السنة النبوية - ج 6 ص 24

وضاحت : ابن تیمیہ نے یہاں صرف یہ اقرار کیا ہے کہ " حضرت عمر نے شک کیا ، ان کو یقین نہیں تھا "....
تو عرض ہے کہ صحیح بخاری میں دو احادیث میں شک اور استفھامیہ الفاظ ہیں جبکہ صحیح بخاری ہی کی ایک حدیث کے مطابق شکی اور سوالیہ انداز کے بجائے حتمی بیان کے الفاظ ہیں کہ " نبی (ص) بے معنی (فضول) باتیں کہہ رہے ہیں"

صحيح البخاري - كتاب الجهاد والسير - باب هل يستشفع إلى أهل الذمة ومعاملتهم

جیساکہ ادیب ، محدث اور علامہ أبو البقاء العكبري لکھتے ہیں کہ

الهجر القبيح من الكلام والقبح وهجر إذا هذى وهو مايفر له المحموم عند الحمى *ومنه قول عمر بن الخطاب رضي الله عنه عند مرض رسول الله إن الرجل ليهجر.*

یعنی : "ھجر " قبیح کلام ہوتا ہے ، اور یہ ھذیان ہے یعنی جب کوئی بخار کی حالت میں بے سر و پا باتیں کہے ، اسی سے حضرت عمر بن خطاب کا قول ہے جو اس نے رسول اللہ (ص) کے مرض میں کہا تھا کہ " یہ شخص ہذیان کہہ رہا ہے " (معاذاللہ)....

شرح ديوان المتنبي ، حرف الهمزه، ج1 ص9

و : صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عمر کا جو قول پیش کیا گیا ہے کہ " رسول اللہ (ص) پر تکلیف کا غلبہ ہے " تو یہ اصل لفظ کو پس پردہ کرنے کیلئے اس کی معنی نقل گئی ہے ۔

جیساکہ اہلسنت عالم ابن حدید معتزلی ، نہج البلاغہ کی شرح میں روایت نقل کرتے ہیں کہ

قال أبوبكر : ، وحدثنا : الحسن بن الربيع ، عن عبد الرزاق ، عن معمر ، عن الزهري ، عن علي (ع)بد الله بن العباس ، عن أبيه ، قال : لما حضرت رسول الله (ص) الوفاة ، وفى البيت رجال فيهم عمر بن الخطاب ، قال رسول الله (ص) : إئتوني بدواة وصحيفة ، أكتب لكم كتاباً لا تضلون بعدى ، *فقال عمر كلمة معناها أن الوجع قد غلب على رسول الله(ص)* ، ثم قال : عندنا القرآن حسبنا كتاب الله ، فإختلف من في البيت وإختصموا ، فمن قائل يقول : القول ما قال رسول الله (ص) ، ومن قائل يقول : القول ما قال عمر ، فلما أكثروا اللغط واللغو والإختلاف غضب رسول الله ، فقال : قوموا أنه لا ينبغي لنبي أن يختلف عنده هكذا) ، فقاموا ، فمات رسول الله (ص) في ذلك اليوم ، فكان إبن عباس يقول : إن الرزية كل الرزية ما حال بيننا وبين كتاب رسول الله (ص) يعنى الإختلاف واللغط ، قلت : هذا الحديث قد خرجه الشيخان محمد بن إسماعيل البخاري ، ومسلم بن الحجاج القشيرى في صحيحيهما ، وإتفق المحدثون كافة

علی روایته.

یعنی : جب رسول اللّٰہ (ص) کی وفات کا وقت آن پہنچا تو گھر میں لوگ تھے جن میں حضرت عمر بھی تھے ، رسول (ص) نے کہا : کاغذ دوات لائو ، ایسا نوشتہ لکھ دوں کہ تم لوگ میرے بعد گمراہ نہیں ہوگے ۔*تب عمر نے ایسی بات کہی جس کی معنی یہ ہے کہ : رسول اللّٰہ (ص) پر تکلیف کا غلبہ ہے ۔* ۔ پھر کہا ہمارے ہاں قرآن ہے اور ہمارے لئے قرآن کافی ہے .... الخ

شرح نہج البلاغہ ج 6 ص 51

اس مذکورہ بیان کے بعد صورتحال واضح اور صاف ہو جاتی ہے کہ رسول اللّٰہ کی وصیت میں رکاوٹ اور رسول (ص) کے کلام میں عیب جوئی کرنے والا شخص ، حضرت عمر کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔

حضرت عمر کے دفاع میں کی جانے والی توجیہات اور ان کا رد۔

توجیہ اول

جیساکہ ابن تیمیہ نے کہا : " والمرض جائز علی الانبیاء " انبیاء (ع) پر مرض جائز ہے ۔

اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اس وقت حضرت نبی کریم ﷺ مرض الموت کی تکلیف میں تھے، جیسے کہ سیدہ عائشہ طاہرہ کی حدیث سے اس کی وضاحت ہوتی ہے کہ جب آپ غشی کی کیفیت میں مبتلا ہوکر افاقہ کی حالت پر آئے، تو پوچھا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ وہ آپ کے انتظار میں ہیں، اے اللہ کے رسول! تو گھر والے آپ کے پاس وضو کا پانی لے کر آئے، آپ نے اس سے غسل کیا، پھر جب نماز کی طرف جانے کے لیے اٹھے تو غشی کی وجہ سے گر پڑے (صلوٰت اللہ وسلامہ علیہ) جب افاقہ ہوا تو فرمایا:

"کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟"

انہوں نے کہا: "اے اللہ کے پیارے رسول وہ آپ کے انتظار میں ہیں، آپ نے فرمایا: میرے پاس پانی لاؤ، وہ پانی لائے تو آپ نے غسل کیا پھر آپ نماز کی طرف جانے کے ارادے سے کھڑے ہوئے تو آپ گر پڑے (صلوٰۃ اللہ وسلامہ، آپ پر میرے ماں باپ قربان!)

جب تیسری مرتبہ گرے اور پھر سکون میں آئے تو فرمایا: "کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ انہوں نے کہا: وہ آپ کے انتظار میں ہیں۔

آپ نے ارشاد فرمایا: ابوبکرؓ کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ [1]

صحیح بخاری اور مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جب انہوں نے حضرت نبی کریم ﷺ کو شدید تکلیف کی حالت میں دیکھا تو دل گرفتہ اور غمگین ہوگئے اور کہا:

---

[1] صحیح بخاری ۔ کتاب الاذان ۔ باب انما جعل الامام لیؤتم بہ ، رقم :٦٨٧ ، صحیح مسلم کتاب الصلوۃ :رقم: ٩٠

اور جیساکہ عثمان الخمیس نے بھی رسول اللّٰہ (ص) کی تکلیف کی شدت کو ثابت کیا کہ

الشیخ عثمان الخمیس کو جواب

اول: ان توجیہات سے ظاہرا یہ سمجھ میں آتا ہے کہ **"یہ اہلسنت** " رسول اللّٰہ (ص) پر ھذیان والا مرض جائز سمجھتے ہیں ۔

دوم : انبیاء پر مرض جائز ہے، مگر ایسا مرض جس میں انبیاء (ع) بے معنی باتیں کریں ، یا بے معنی باتیں کرنے کا خدشہ ہو تو ایسا مرض انبیاء کے منصب کی حساسیت ، ذمہ داری اور دعویٰ وحی کے خلاف ہے ۔ لہذا عقلا انبیاء (ع) پر ایسا مرض آنے کا عقیدہ رکھ کر انبیاء (ع) کی باتوں پر شک کی گنجائش نکالنا جئز نہیں ہے ۔ اگر انبیاء (ع) میں ایسا مرض جائز فرض کیا جائے تو انبیاء (ع) کی وحی والی باتوں پر بھی شک کرنے کی گنجائش نکلتی ہے جو کہ انبیاء (ع) کے منصب کی حساسیت سے میل نہیں کھاتی، لہذا انبیاء (ع) پر ایسا مرض نہیں آسکتا جو ان کی باتوں کو مشکوک بنادے ۔ لہذا حضرت عمر کو، نبی (ص) کی باتوں پر شک کرنا جائز نہیں تھا۔

ابن تیمیہ نے کہا : والشك جائز على عمر فإنه لا معصوم إلاّ النبي (ص)--- یعنی عمر معصوم نہیں اس لئے اس کیلئے شک کرنا جائز

ہے ، اور معصوم صرف نبی (ص) ہیں ۔

ابن تیمیہ کو جواب

اگر چہ عمر معصوم نہیں ہے ، مگر نبی (ص) تو معصوم ہے ۔
غیر معصوم کیلئے شک کرنا جائز ہے مگر غیر معصوم کا معصوم پر
شک کرنا کہاں سے جائز ہے ؟

غیر معصوم ، معصوم کی عصمت کا بھی قائل ہو اور معصوم کی
باتوں پر شک بھی کرتا ہو .... " کیا یہ کھلا تضاد نہیں ؟" ۔

اور خصوصا معصوم ایسا ہو ، جس کی باتوں کی خصوصی قرآنی
تائید موجود ہو پھر بھی اس معصوم کی باتوں پر شک جائز ہو تو
ایسی صورتحال سمجھ سے بالا تر ہے ۔

جیساکہ قرآن میں نبی (ص) کے بارے میں حتمی فیصلہ ہے کہ :
" وَ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ، اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْىٌ يُّوْحٰىۙ " یعنی رسول اللّٰہ
(ص) اپنی خواہشات کے مطابق کچھ بھی نہیں بولتے ، اور وہ
وحی کے بغیر کچھ بھی نہیں بولتے سورہ نجم : 3،4

توجیہ دوم

جیساکہ عثمان الخمیس نے کہا کہ

لہٰذا حضرت نبی کریم ﷺ شدید بخار میں تھے، اس لیے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تو آپ پر ترس کھا گئے اور فرمایا کہ آپ پر تکلیف غالب ہے، لہٰذا مزید تکلیف نہ دو، آپ کو آرام و سکون میں آ لینے دو، پھر آپ لکھ دیں گے (یہ تھی حضرت عمر کی مراد) آپ فرما رہے ہیں، کہ اللہ کے رسول (اس وقت) تکلیف میں ہیں، ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے۔ اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴾ [المائدہ: ۳]

اور اللہ کے رسول فرما چکے ہیں کہ:

" وَاللّٰهِ مَا تَرَكْتُ شَيْئًا يُقَرِّبُكُمْ اِلَى اللّٰهِ وَالْجَنَّةِ اِلَّا وَقَدْ اَخْبَرْتُكُمْ بِهٖ وَ مَا تَرَكْتُ شَيْئًا مِمَّا اَمَرَكُمُ اللّٰهُ بِهٖ اِلَّا وَقَدْ اَمَرْتُكُمْ بِهٖ وَ مَا تَرَكْتُ شَيْئًا مِمَّا نَهَاكُمُ اللّٰهُ عَنْهُ اِلَّا قَدْ نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ " [ابن خزیمہ] ②

'' کہ اللہ کی قسم میں نے ایسی کوئی چیز نہیں چھوڑی، جو تمہیں اللہ تعالیٰ اور جنت کے قریب کرتی ہو، مگر میں تمہیں بتا چکا ہوں، اور میں نے کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑی جو تمہیں اللہ تعالیٰ اور جنت کے قریب کرتی، مگر میں تمہیں اس کے متعلق بتا چکا ہوں، اور میں نے کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑی جس کا تمہیں اللہ نے حکم دیا ہے، مگر میں تمہیں اس کا حکم دے چکا ہوں اور میں نے ایسی کوئی چیز نہیں چھوڑی جس سے اللہ نے منع کیا ہے مگر میں تمہیں اس سے منع کر چکا ہوں۔''

❶ صحیح بخاری۔ کتاب المرض، باب اشد الناس بلاء الانبیاء ، رقم:٥٦٤٨، صحیح مسلم ، کتاب البر والصلة :٤٥

❷ سلسلة الصحیحه ٤/٤١٧، ضمن حدیث رقم ١٨٠٣

لہٰذا دین کی کوئی چیز ایسی باقی نہ رہی جسے اللہ کے رسول نے بیان نہ کیا ہو۔

الشیخ عثمان الخمیس کو جواب

حضرت عمر کی جو مراد ہیش کی گئی ہے ، یہ مراد ان لوگوں نے پیش کی ہے جو خود کو اہل حدیث کہتے اور سمجھتے ہیں، ایک احکام کیلئے کئی احادیث کی تردید کرکہ شفاف حدیث اخذ کرنے کا مظاہرہ کرتے ہیں ۔

اب انہی اہل حدیث سے مودبانہ سوال ہے کہ : کیا حضرت عمر کی یہ مراد ، کسی صحیح حدیث، ضعیف حدیث یا کم از کم تاریخ میں موجود ہے ؟؟؟

اگرایسا نہیں ہے تو اہلحدیث کو کون سی چیز مجبور کررہی ہے کہ ، صحیح بخاری میں موجود حقائق کے مقابلے میں اپنی من گھڑت مراد لے آئیں ؟؟؟ کیا یہ اہل حدیث ہونے کا ڈھکوسلا نہیں ؟؟؟۔

جبکہ صحیح بخاری کی چار احادیث میں رسول (ص) کی طرف (معاذ اللّٰہ) اول فول بکنے کی نسبت دی گئی ہے کیا یہ ہمدردی ہے ؟؟؟

بہرحال اس من گھڑت توجیہ کے جوابات یوں ہیں ۔

اول : مذکورہ روایات کی روشنی میں واضح اور طے ہے کہ حضرت عمر کے بولنے سے ہی رسول (ص) نے وصیت چھوڑ دی ، تو حضرت عمر کے غلط ہونے کیلئے یہی کافی ہے ، (بالفرض) اس نے صحیح بات ہی کیوں نہ کی ہو۔

دوم : اسلام مکمل ہو گیا اور قرآن نازل ہو چکا اور رسول اللّٰہ (ص) سب کچھ پہنچا چکے تو .... **کیا رسول اللّٰہ (ص) کی اتباع کا وجوب ختم ہو گیا تھا (معاذ اللّٰہ)؟؟** جو حضرت عمر نے رسول (ص) کی طلب پوری کرنے کے بجائے اپنی رائے بیان کر دی ؟؟؟

جبکہ قرآن میں ، رسول اللّٰہ (ص) کی اتباع کا صریح حکم موجود ہےکہ

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

اے رسول کہہ دو کہ اگر تم اللّٰہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو ، اللّٰہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا ، اور اللّٰہ بڑا بخشنے والا اور رحم والا ہے ۔

آل عمران :31

یا یہ ارشاد کہ

وَ مَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُۗ وَ مَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْاۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِۘ

یعنی جو تمہیں رسول دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں ، رک جائو اور اللہ سے ڈرو کہ اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے ۔

سورہ الحشر :7

لہذا اسلام کی تکمیل اور نزول قرآن کے بعد بھی رسول اللّٰہ (ص) کی پیروی اسی طرح واجب ہے ، اور حضرت عمر اگر رسول اللّٰہ (ص) کی بات ٹالنے کیلئے (بالفرض) صحیح عمل بھی انجام دیں تب بھی وہ سراسر غلطی پر ہوں گے ۔

سوم : اگر بالفرض حضرت عمر کا انکاراور مخالفت قرآن کے موافق ہے تو کیا رسول اللّٰہ (ص) کی خواہش (معاذاللّٰہ) قرآن کی مخالفت میں تھی ۔

چہارم : اسلام، قرآن کی طرح کے کئی مختلف منابع کا مجموعہ ہے ، جیسا کہ خود اہلسنت برادران کے ہاں ، اسلام کے منابع میں

سے ، سنت ، اجماع ، قیاس ، استحسان وغیرہ بھی ہیں ۔ لہذا اگر بالفرض یہ مان لیا جائے کہ قرآن ہی کافی ہے ، تو پھر حدیث و سنت اور اجماع پر عمل کرنے کا کوئی جواز نہیں بچتا۔

پنجم : اگر حضرت عمر یہاں شرعی فارمولا پیش کرتے تو اور بات تھی لیکن **"قرآن کافی ہے"** اس پر حضرت عمر کے اس قول کے علاوہ اور کوئی شرعی دلیل نہیں، بلکہ اس سے متعارض ، رسول (ص) کی صحیح و متواتر حدیث ہے کہ **" میں تم میں قرآن و اہلبیت چھوڑے جا رہا ہوں یہ ایک دوسرے سے کبھی جدا نہ ہوں گے "**۔ لہذا یہ فارمولا بھی حضرت عمر کا ذاتی ہے ۔ اور صحیح حدیث کے متعارض ہونے کی وجہ سے مردود ہے ۔

ششم : حضرت عمر کے فارمولے پر اسی دور میں بھی عمل کرنا ممکن نہیں تھا ۔ قرآن کی قرآت ، اور کئی آیات کی تفسیر میں ، صحابہ (رض) کے درمیان اختلافات ثابت ہیں ، لہذا قرآن کو کافی سمجھنے کی صورت میں مزید پیچیدگی بڑھ جائیگی کہ کس صحابی کی قرآت اور تفسیر والا قرآن کافی ہے ؟؟۔

توجیہ سوم من شیخ عثمان الخمیس

ایک توجیہ یہ بھی کی جاتی ہے کہ : حضرت عمر کے روکنے سے اگر رسول اللہ (ص) نے وصیت نہیں کی تو باقی چار دن مزید زندہ

رہے ، بعد میں کسی وقت وصیت کر دیتے ؟

شیخ عثمان الخمیس کو جواب

اس کا جواب بہت ہی سیدھا ہے کہ

اول : خود اہلسنت کے ہاں، صحیح بخاری میں ایسی روایات موجود ہیں کہ رسول (ص) نے وصیت کی تھی اور دیگر کتب میں موجود ہے کہ حضرت علی (ع) کو وصیت کی تھی (اگلی توجیہ چہارم میں ملاحظہ فرمائیں)۔

دوم : اگر پھر بھی اس بات پر اصرار ہے کہ رسول (ص) نے وصیت نہیں کی تو اس کی توجیہ یہ ہے کہ : حضرت عمر نے صرف انکار نہیں کیا بلکہ رسول اللّٰہ (ص) کی باتوں کو مشکوک بنا دیا تھا ، جس کے بعد رسول اللّٰہ (ص) کا مرض موت مزید بڑھا تھا .... لہذا مرض موت سے چار دن پہلے آپ (ص) کی بات پر شک کیا گیا تو مرض موت کے مزید قریب والی بات پر کس طرح یقین کر لیا جاتا؟؟....

توجیہ چہارم

عثمان الخمیس لکھتے ہیں کہ

① پہلی بات تو یہ کہ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ مذکورہ بالا حدیث میں بذات خود فرما رہے ہیں کہ میں ڈر گیا کہ اس دوران کہیں آپ کی جان نہ چلی جائے، تو میں نے کہا:

"یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اَحْفَظُ وَ اَعِیْ"

"اے اللہ کے رسول میں یاد رکھوں گا اور ذہن نشیں کراوں گا۔"

تو آپ نے فرمایا:

"اُوْصِیْکُمْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ"

"میں تمہیں نماز، زکوٰۃ اور اپنے ماتحتوں کے ساتھ نیک سلوک کی وصیت کرتا ہوں!"

چنانچہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ لکھنا چاہتے تھے وہ آپ نے بول کر سنا دیا۔

شیخ عثمان الخمیس کو جواب

عثمان الخمیس کی پیش کردہ اس حدیث والی وصیت اور صحیح بخاری کی حدیث میں ذکر شدہ وصیت میں تعارض ہے، اور صحیح بخاری کی تین احادیث کا مضمون اس حدیث کے خلاف ہے -

اول : جیسا کہ بخاری میں روایت موجود ہے کہ

حدثنا : قبيصة ، حدثنا : إبن عيينة ، عن سليمان الأحول ، عن سعيد بن جبير ، عن إبن عباس (ر) أنه قال : يوم الخميس وما يوم الخميس ثم بكى حتى خضب دمعه الحصباء فقال : إشتد برسول الله (ص) وجعه يوم الخميس فقال : إئتوني بكتاب أكتب لكم كتاباً لن تضلوا بعده أبدا فتنازعوا ولا ينبغي عند نبي تنازع فقالوا هجر رسول الله (ص) قال : دعوني فالذي أنا فيه خير مما تدعوني إليه *وأوصى عند موته بثلاث أخرجوا المشركين من جزيرة العرب ، وأجيزوا الوفد بنحو ما كنت أجيزهم ونسيت الثالثة ،* وقال يعقوب بن محمد سألت المغيرة بن عبد الرحمن ، عن جزيرة العرب فقال : مكة والمدينة واليمامة واليمن وقال يعقوب والعرج أول تهامة.

یعنی : ابن عباس (رض) کہتے کہ : جمعرات کا دن ! کیا جمعرات کا دن تھا پھر اس قدر روئے کہ کنکر ان کے آنسوئوں سے تر ہوگئے سعید نے پوچھا : ابن عباس (رض) جمعرات کے دن کیا ہوا ؟ تو ابن عباس نے کہا : جب رسول اللہ کی تکلیف میں شدت ہوئی تو آپ نے فرمایا: لائو میں تمھارے ایک ایسی تحریر لکھ دوں کہ تم اس تحریرکے بعد کبھی بھی ، ہرگز گمراہ نہ ہوگے ۔ تو لوگ آپس میں جھگڑنے لگے، اور جبکہ نبی (ص) کے پاس جگھڑنا نہیں چاہئے تو کچھ لوگوں نے کہاکہ : نبی (ص) بے معنی (فضول) باتیں کہہ رہے

ہیں ، تو آپ نے فرمایا : مجھے چھوڑ دو ، میں جس حالت میں ہوں ، وہ اس حالت سے بہتر ہے، جس کی طرف تم بلا رہے ہو ۔ *اس کے بعد آپ نے صحابہ کو تین حکم دیئے ، آپ (ص) نے فرمایا : مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکال دو ، اور وفود کی اسی طرح خاطر مدارات کرنا جیسے میں کرتا تھا ، اورتیسری بات راوی نے کہا میں بھول گیا.......*

صحيح البخاري - كتاب الجهاد والسير - باب هل يستشفع إلى أهل الذمة ومعاملتهم

دوم : حَدَّثَنَا خَلاَّدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ مُصَرِّفٍ، قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى ـ رضى الله عنهما ـ هَلْ كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَوْصَى فَقَالَ لاَ. فَقُلْتُ كَيْفَ كُتِبَ عَلَى النَّاسِ الْوَصِيَّةُ أَوْ أُمِرُوا بِالْوَصِيَّةِ *قَالَ أَوْصَى بِكِتَابِ اللَّهِ.*

یعنی : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وصیت کی تھی ؟ انہوں نے کہا کہ نہیں ۔ اس پر میں نے پوچھا کہ پھر وصیت کس طرح لوگوں پر فرض ہوئی ؟ یا (راوی نے اس طرح بیان کیا) کہ لوگوں کو وصیت کا حکم کیوں کر دیا گیا ؟ انہوں نے کہا کہ *آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو کتاب اللہ پر عمل کرنے کی وصیت کی تھی ۔* (اور کتاب اللہ میں وصیت کرنے کے لئے حکم موجود ہے)۔

صحیح البخاری ۔ کتاب الوصایا ۔ باب الوصایا

سوم : حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الأَسْوَدِ، قَالَ ذَكَرُوا عِنْدَ عَائِشَةَ أَنَّ عَلِيًّا ـ رضى الله عنهما ـ كَانَ وَصِيًّا. فَقَالَتْ مَتَى أَوْصَى إِلَيْهِ وَقَدْ كُنْتُ مُسْنِدَتَهُ إِلَى صَدْرِي ـ أَوْ قَالَتْ حَجْرِي ـ فَدَعَا بِالطَّسْتِ، فَلَقَدِ انْخَنَثَ فِي حَجْرِي، فَمَا شَعَرْتُ أَنَّهُ قَدْ مَاتَ، فَمَتَى أَوْصَى إِلَيْهِ

یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں کچھ لوگوں نے ذکر کیا کہ علی رضی اللہ عنہ (نبی اکرم کے) وصی تھے تو آپ نے کہا کہ کب انہیں وصی بنایا ۔ میں تو آپ کے وصال کے وقت سرمبارک اپنے سینے پر یا انہوں نے (بجائے سینے کے) کہا کہ اپنے گود میں رکھے ہوئے تھی پھر آپ نے (پانی کا) طشت منگوایا تھا کہ اتنے میں (سرمبارک) میری گود میں جھک گیا اور میں سمجھ نہ سکی کہ آپ کی وفات ہو چکی ہے تو آپ نے علی رضی اللہ عنہ کو وصی کب بنایا ۔

صحیح البخاری ۔ کتاب الوصایا ۔ باب الوصایا

اگر غور کیا جائے(اسنادی کیفیت سے قطع نظر) تو عثمان الخمیس کی پیش کردہ روایت اور صحیح بخاری والی احادیث میں یہ

فروق ہیں۔

اول : وصیت کا فرق ، خمیس کی پیش کردہ روایت میں جو وصیت ذکر شدہ ہے وہ بخاری میں ذکر شدہ وصیت سے الگ ہے۔

دوم : بخاری کی ایک حدیث میں واضح ہے کہ : رسول اللہ (ص) نے وصیت نہیں کی ۔

سوم : خمیس کی پیش کردہ حدیث میں حضرت علی (ص) کو وصیت ہے جبکہ صحیح بخاری میں ، عائشہ (رض) کو معلوم نہیں کہ حضرت علی (ع) کو رسول اللہ (ص) نے کب وصیت کی ؟ جبکہ عائشہ (رض) کے مطابق رسول اللہ (ص) کی وفات انہی کی گود میں ہوئی ۔

لہذا عثمان الخمیس کی پیش کردہ روایت ، صحیح بخاری کی احادیث سے معارض ہے تو خود خمیس پر یہ حدیث حجت نہیں تو اس حدیث سے شیعہ کے سامنے کیسےاحتجاج کیا جا سکتا ہے ؟

توجیہ پنجم

عثمان الخمیس نے کہا کہ

② دوسری بات یہ ہے کہ جو کچھ آپ لکھنا چاہتے تھے وہ یا تو آپ پر واجب تھا، یا مستحب۔ اگر وہ کہیں کہ واجب تھا تو پھر یہ ان امور میں سے تھا جن کی تبلیغ واجب تھی تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ (نعوذ باللہ) آپ نے مکمل شریعت کی تبلیغ نہیں کی، تو یہ حضرت نبی کریم ﷺ بھی طعن ہے اور اللہ تعالیٰ پر بھی، کیونکہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾

"کہ میں نے آج کے دن تمہارا دین مکمل کر دیا ہے۔"

اور اگر وہ کہیں کہ وہ مستحب تھا تو ہم کہتے ہیں کہ یہ ہم سب کا قول ہے۔

الشیخ عثمان الخمیس کو جواب

نبی (ص) پر یہ طعن اس صورت میں ہے جب یہ طے ہو کہ نبی (ص) کوئی رہ جانی والی ، یا نئی چیز لکھنا چاہتے ہوں۔ اورکسی بھی مدعی کا یہ دعویٰ نہیں ہے ۔

جبکہ یہ ممکن ہے کہ رسول اللہ (ص) ایسی ہی چیز کی وصیت لکھنا چاہتے ہوں جو وہ پہلے کہہ چکے ہوں ، جیساکہ ابن عباس (رض) کی جمعرات والی تمام احادیث میں رسول اللہ (ص) صاف کہہ رہے ہیں کہ **" کتاب لائو میں لکھ دوں"** یعنی رسول (ص) کا اصل مقصد یہ تھا کہ تحریر کے ذریعے اس وصیت کو محفوظ کیا جائے .... کہیں پہ بھی رسول (ص) نے یہ نہیں فرمایا کہ **" میں نئی وصیت لکھناچاہتا ہوں "۔**

جبکہ صحیح بخاری کی وصیت کے واقعے والی احادیث میں موجود **قرائن** یہی بتاتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) حدیث ثقلین کا مضمون ہی لکھنا چاہتے تھے کہ *"إني تارك فيكم ما إن تمسكتم به لن تضلوا : كتاب الله وعترتي " (یعنی میں تم میں وہ کچھ چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم لوگ اس سے جڑے رہے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے)۔*

قرینہ اول : حدیث ثقلین اور رسول اللہ (ص) کی وصیت کا مقصد بلکل ایک ہے آپ (ص) نے حدیث ثقلین میں فرمایا : *"إني تارك فيكم ما إن تمسكتم به لن تضلوا..."یعنی میں تم میں وہ کچھ چھوڑے جا رہا ہوں کہ ان سے جڑے رہوگے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے ...* اور بلکل اسی طرح آپ (ص) نے وصیت کے بارے میں فرمایا : *" ائتوني أكتب لكم كتابا لن تضلوا بعده أبدا... " یعنی لائو !*

میں تمہارے لئے ایسی چیز لکھ دوں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہوگے .....

قرینہ دوم : حضرت عمر نے رسول اللہ (ص) کی وصیت لکھنے کی خواہش کے جواب میں جو بات کہی وہ حدیث ثقلین کا ہی ایک جز ہے ۔

حضرت عمر نے کہا : " وعندنا **كتاب الله** حسبنا..." یعنی ہمارے پاس **اللہ کی کتاب** ہے جو ہمارے لئے کافی ہے۔

قرینہ سوم : صحیح بخاری کی عبداللہ ابن ابی اوفی کی روایت میں بھی حدیث ثقلین کا ایک جز، رسول کی وصیت کے طور پہ بیان ہوا ہے : **اوصی بکتاب اللہ ۔** یعنی : رسول اللہ (ص) نے **کتاب اللہ** کی وصیت کی تھی ۔

لہذا کہیں سے بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ رسول اللہ (ص) کوئی نئی بات ہی لکھنا چاہتے تھے ، اور نہ ہی یہ کسی کا دعویٰ ہے جبکہ پہلے سے کہی گئی بات کو لکھنے سے ، رسول اللہ (ص) کی تبلیغی کارکردگی پر کسی قسم کا کوئی طعن نہیں ہوتا ۔

توجیہ ششم

جیسا کہ عثمان الخمیس لکھتے ہیں کہ

③ تیسری بات یہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا آپ کو قلم دوات نہ لا دینا، نافرمانی کے قبیل سے نہیں بلکہ شفقت کی وجہ سے تھا۔

جیسا کہ عثمان الخمیس لکھتے ہیں کہ

شیخ عثمان الخمیس کو جواب

صحیح بخاری کی چار احادیث میں رسول (ص) کی طرف (معاذ اللہ) اول فول بکنے کی نسبت دی گئی ہے کیا یہ ہمدردی ہے ؟؟؟

اور خمیس کی ہی پیش کردہ ، صحیح بخاری کی روایت کے یہ الفاظ اس توجیہ کی تائید نہیں کرتے ۔

حدثنا : يحيى بن سليمان قال : ، حدثني : إبن وهب قال : أخبرني : يونس ، عن إبن شهاب ، عن عبيد الله بن عبد الله ، عن إبن عباس ، قال : لما إشتد بالنبي (ص) وجعه قال : إئتوني بكتاب أكتب لكم كتاباً لا تضلوا بعده قال عمر : أن النبي (ص) غلبه الوجع وعندنا كتاب الله حسبنا فإختلفوا وكثر اللغط قال : قوموا عني ولا ينبغي عندي التنازع فخرج إبن عباس يقول : إن الرزية كل الرزية ما حال بين رسول الله (ص) وبين كتابه.

یعنی : جب رسول اللہ (ص) کی وفات کا وقت قریب ہوا تو نبی (ص) نے فرمایا : لائو میں تمہارے لئے ایسی تحریر لکھ دوں کہ میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہوگے ۔ تو حضرت عمر نے کہا: رسول اللہ (ص) پر تکلیف کی شدت ہے اور تمہارے پاس قرآن موجود ہے اور ہمارے لئے قرآن کافی ہے ۔ اس پر گھر میں موجود افراد میں

اختلاف ہوا، اور شور وغل بڑھ گیا تو رسول اللہ (ص) نے فرمایا : یہاں سے نکل جائو، میرے پاس جھگڑنا نہیں چاہئے ---- ابن عباس (رض) یہ کہتے ہوئے نکلے کہ : بہت بڑی مصیبت تھی کہ جو رسول اللّٰہ (ص) اور ان کی تحریر کے بیچ میں رکاوٹ ہوئی ۔

صحيح البخاري - كتاب العلم - باب كتابة العلم

اول : اس حدیث میں ، اس واقعے کے عینی شاہد حضرت ابن عباس کے الفاظ پر غور کیا جائے تو ثابت ہے کہ رسول اللّٰہ (ص) اور ان کی تحریر کے بیچ میں ، شفقت نہیں بلکہ مصیبت حائل تھی ۔

دوم : اس حدیث سے ثابت اور طے ہے کہ رسول اللّٰہ (ص) کی وصیت کے متعلق صحابہ کی رائے متفق نہیں تھی ۔ کچھ رسول (ص) والی بات کہتے اور کچھ حضرت عمر والی بات کہتے تھے۔

صحیح بخاری ، کتاب المغازی ، باب مرض النبی (ص) و وفاتہ

صحيح البخاري - كتاب الإعتصام بالكتاب والسنة - باب كراهية الخلاف

ان میں سے کون سے صحابی رسول (ص) سے شفقت کر رہے تھے اور کون نافرمانی ؟

سوم : اگر حضرت عمر رسول (ص) سے شفقت کر رہے تھے تو کیا ان سے اختلاف رکھنے والے صحابہ ، شفیق نہیں تھے ؟

چہارم : صحابہ اس قدر جھگڑے کہ ، حکم قرآنی بھول بیٹھے کہ " لا ترفعوا اصواتکم ... یعنی اپنی آوازیں نبی (ص) کی آواز سے بلند مت کرو" اور بالآخررسول اللہ (ص) نے سب کو نکال دیا ۔ کیا یہ سب صحابہ کی شفقت ہے ؟؟؟

پنجم : حضرت عمر کے پیش کردہ الفاظ کہ " ہمارے لئے قرآن کافی ہے " سے ٹال مٹول ثابت ہوتی ہے شفقت نہیں، کیونکہ اگر شفقت ہوتی تو ، کتاب دیتے یا نہ دیتے ، مگر رسول (ص) کو وصیت بیان کرنے پر آمادہ تو کرتے مگر حضرت عمر کے کلام سے رسول اللہ (ص) نے وصیت ہی ترک کر دی ۔ کیا یہ صحابہ کی شفقت تھی ؟؟

امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم اللہ کے رسول کے پاس تھے، آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں ایک طبق (لکھنے کے لیے کوئی چیز چوڑی ہڈی وغیرہ) لاؤں جس میں آپ وہ چیزیں لکھ دیں جسے آپ کی امت آپ کے بعد بھلا نہ بیٹھے۔ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں ڈر گیا کہ میرے کتاب لانے سے پہلے آپ کی جان نہ چلی جائے، اس لیے میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں خوب یاد رکھوں گا (آپ فرمائیں)

آپ نے فرمایا: "أُوصِيكُمْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكَاةِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ"

"کہ میں تمہیں نماز اور زکوۃ کی وصیت کرتا ہوں اور اپنے غلاموں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی (تاکید کرتا ہوں)۔" ①

ششم : شفقت کے الفاظ وہ ہیں جو خمیس نے حضرت علی (ع) والی روایت میں پیش کئے

آنکھوں اور عقل والے احباب سے انصاف مطلوب ہے کہ

قارئین کرام ! یہ حدیث خود خمیس کی پیش کردہ ہے ، اب اللہ کو حاضر و ناظر جان کر ، دونوں حضرات کے الفاظ کا تقابلی تجزیہ کر کہ بتایا جائے کہ شفقت اور فرمانبرداری والے الفاظ حضرت عمر کے ہیں یا مولائے کائنات حضرت علی (ع) کے الفاظ شفقت و فرمانبرداری کے دائرے میں ہیں ؟؟؟

والسلام

افلاطون

خادم شیعان حیدر کرار و عزادارن امام حسین سیف نجفی